Epistemology: Vol.7, Issue 8 Dec 2020

OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
www.epistemology.pk

عائلی اختصاصاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اردو کتبِ سیرت کا مطالعہ

THE ATTRIBUTES OF THE HOLY PROPHET PBUH REGARDING FAMILY LIFE – A STUDY OF URDU BOOKS OF SEERAH

Dr. Shaista Jabeen
Assistant Professor, Islamic Studies, Government College for Women, Jhang.

Abstract: The Holy Prophet PBUH being the last messenger of Allah Almighty has bestowed with many distinctive attributes. These characteristics are described and proved by the Holy Quran and ahadith under several topics. The Holy Prophet PBUH has many distinctions about family life. The article deal with these attributes with the help of urdu books of seerah written about the Distinctive characteristics of the Holy Prophet PBUH. Sufficient examples have been produced to authenticate the derived attributes..

Keywords: Family, Traits, Holy Prophet, Authority, Exception

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العزت نے خانگی اور خاندانی زندگی کے معاملات میں بھی بعض ایسے خصائص و امتیازات سے نوازا ہے کہ جو صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے ساتھ ہی مخصوص ہیں۔ اردو کتب سیرت کے مصنفین نے اپنے اپنے انداز میں ان اختصاصات کو مختلف عنوانات کے تحت اس طرح بیان کیا ہے۔

چار سے زیادہ عورتوں سے بیک قت نکاح

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مبارکہ میں سے ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مباح تھا۔ مولانا عبدالرحمن کوثر مدنی "قرآن کریم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالی مقام" میں سورہ احزاب کی اس آیت مبارکہ کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تخصص کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا [1]

"اے نبی! ہم نے آپ کے لیے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کو آپ نے ان کا مہر ادا کر دیا ہے، نیز اللہ نے آپ کو غنیمت کا جو مال عطا کیا ہے، اس میں سے کنیزیں جو آپ کی ملکیت میں آچکی ہیں وہ بھی (آپ کے لیے حلال ہیں) اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپی اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے نیز کوئی مسلمان عورت میں نے بغیر مہر کے نبی کو اپنے آپ (سے نکاح کرنے) کی پیشکش کی ہو، بشر طیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں۔ یہ سارے احکام آپ کے لیے خاص ہیں"۔

آیت بالا میں فرمایا کہ اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں حلال کر دی ہیں، یہ وہ بیویاں ہیں جن کے آپ مہر ادا کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے آپ کے چچا کی لڑکیاں، آپ کی پھوپھیوں کی لڑکیاں، آپ کے ماموں کی لڑکیاں اور آپ کی خالاؤں کی لڑکیاں حلال کر دیں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے ان رشتہ داروں کی بیٹیوں کو حلال تو فرمادیا لیکن ان میں سے آپ ﷺ کے نکاح میں صرف حضرت زینب بنت جحش آئیں جو آپ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ آیت کریمہ میں مزید یہ فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ہر ایسی مومنہ عورت حلال کی جو بغیر عوض کے اپنی جان نبی کو ہبہ کر دے، اگر پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہیں نہ کہ مومنین کے لئے۔ آیت کریمہ کے اس حصے کے مطابق رسول اکرم ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان عورت رسول اللہ ﷺ کو اپنا نفس ہبہ کر دے، یعنی مہر کے بغیر آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہے اور آپ ﷺ اس سے نکاح کا ارادہ کریں تو آپ ﷺ کو ایسا کرنے کا اختیار ہے اور یہ خاص آپ ﷺ کے لیے ہے۔

اس آیت کریمہ سے آنحضرت ﷺ کے عالی مقام کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے نکاح میں ایسی خصوصیات عطا فرمائیں جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آئیں۔ مثلاً چار سے زیادہ کی اجازت، اپنے نفس کو ہبہ کرنے والی عورت سے بغیر مہر کے نکاح وغیرہ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو صرف آنحضرت ﷺ کو ہی ملی ہیں اور ان میں

کوئی آپ کا مثیل نہیں۔[2]

نبی اکرم ﷺ کا ایک وقت میں چار سے زائد بیویاں رکھنے کا امتیاز اپنی امت کے مقابلے میں ہے۔ کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے مطابق اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے۔ چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔[3]

باری دینے یا نہ دینے کا اختیار

اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کو جہاں چار سے زائد خواتین سے بیک وقت نکاح کا امت کے معاملے میں تخصص و امتیاز عطا فرمایا۔ وہاں آپ ﷺ کو ایک امتیاز یہ بھی عطا ہوا کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات میں سے جسے چاہیں اختیار کریں اور جسے چاہیں دور کردیں۔ اس سلسلے میں سورۃ الاحزاب میں فرمایا گیا۔

> تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ [4]

> "ان بیویوں میں سے تم جس کی باری چاہو، ملتوی کردو، اور جس کو چاہو، اپنے پاس رکھو، اور جن کو تم نے الگ کردیا ہو، ان میں سے اگر کسی کو واپس بلانا چاہو تو اس میں بھی تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو ازواج مطہرات کے سلسلے میں یہ اختیار دیا تھا کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں قریب کریں اور جس کو چاہیں دور کریں یعنی آپ ﷺ سے مبیت میں برابری کا حکم مرتفع فرمادیا تھا۔ آیت بالا میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے نکاح میں جو عورتیں ہیں ان میں باری مقرر کرنے یا نہ کرنے کا آپ ﷺ کو اختیار ہے، کہ جس کو چاہیں باری دینے میں شامل فرمادیں اور جس کو چاہیں شامل نہ فرمائیں، جیسا کہ امت کے ہر فرد پر واجب ہے، اگر آپ ﷺ نے کسی کو باری میں شمار نہیں فرمایا اور اس کے بعد پھر اس کے لیے باری مقرر کرنا چاہیں تو پھر سے باری میں شامل فرما سکتے ہیں۔[5]

آنحضرت ﷺ چونکہ تمام انسانیت کے لیے نمونہ ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ نمونہ ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان بھی ایسا عدل فرمایا کہ جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ آپ ﷺ سفر میں

ہوتے یا حضر میں ہر حال میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ عدل کا معاملہ فرماتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں کوئی ایک ایسا واقعہ نہیں ملتا جس میں آپ ﷺ سے عدل کا دامن چھوٹا ہو یا کسی زوجہ مطہرہ کا آپ ﷺ نے حق ادا نہ کیا ہو۔ اللہ رب العزت کی طرف سے باری مقرر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ملنے کے باوجود آپ ﷺ تمام بیویوں کے لیے باری مقرر کرتے تھے اور برابری فرماتے تھے۔ سفر میں تشریف لے جانا ہوتا تو قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکلتا وہ ہم سفر ہوتیں۔ البتہ حضرت سودہ نے اپنی باری خود حضرت عائشہ ؓ کو دے دی تو آپ ﷺ ان کی باری حضرت عائشہ کو دیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے تاابد نکاح کا حرام ہونا

نبی مکرم ﷺ کا عائلی زندگی کا ایک اختصاص اردو کتب سیرت کے مصنفین نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات سے کسی اور کے نکاح کو ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آپ ﷺ کے اس تخصص کو ظاہر فرماتی ہے۔

> وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا [6]
>
> "اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے"۔

آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی نے بڑا متاثر کن انداز اختیار کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ایک بہت سخت اور بھاری گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کے بعد نکاح کرنا چاہے یا ایسے نالائق ارادہ کا حضور ﷺ کی موجودگی میں اظہار کرے ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی مخصوص عظمت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ روحانی حیثیت سے وہ تمام مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئیں۔ کیا کسی امتی کے عقد نکاح میں آنے کے بعد ان کا یہ احترام کماحقہ ملحوظ رہ سکتا ہے یا آپ کے بعد وہ خانگی بکھیڑوں میں پڑ کر تعلیم و تلقین کی اس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں جن کے لیے فی الحقیقت قدرت نے نبی ﷺ کی زوجیت کے لیے ان کو چنا تھا، اور کیا کوئی پرلے درجے کا بے حس و بے شعور انسان بھی باور کر سکتا ہے کہ سید البشر، امام المتقین اور پیکر خلق عظیم کی

خدمت میں عمر گزارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لئے بھی کسی دوسری جگہ رہ کر قلبی مسرت و سکون حاصل کر سکتی ہے خصوصاً جب کہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وہ منتخب خواتین تھیں جن کے سامنے دنیا و آخرت کے دو راستوں میں سے ایک راستہ انتخاب کے لیے پیش کیا گیا تو انہوں نے بڑی خوشی اور آزادی سے دنیا کے عیش و بہار پر لات مار کر اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی اور آخرت کا راستہ اختیار کر لینے کا اعلان کر دیا۔[7]

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اللہ رب العزت کے اس حکم کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح حرام قرار دیا کہ بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں جو کہ نبی اکرم ﷺ کے امتیازات کو ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے شرف اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا۔ ہر انسان پر طبعی طور پر گراں ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے بعد دوسرے کے نکاح میں جائے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لیے یہ رعایت خاص سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا دوسروں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر ازواج مطہرات کا آپ ﷺ کے بعد کسی سے نکاح جائز ہوتا تو ازواج مطہرات کا وہ عالی مرتبہ مقام جو زوجیت رسول کی بناء پر تھا، ختم ہو جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور سے نکاح کرنا بلندی سے پستی میں گرنے کے مترادف ہے۔ دوسروں کے نکاح میں جانے کے بعد ان کی روایات لوگوں کی نظر میں مشکوک ہو جاتیں۔ ممکن ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے کہ یہ خاتون جو اپنے جدید شوہر کے خیال سے ان امور کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہی ہے۔ اس صورت میں امت ان علوم سے محروم ہو جاتی جو ازواج مطہرات کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں۔[8]

اگرچہ عام طور پر شوہر کی وفات کے بعد عدت گزار کر عورت دوسری شادی کر سکتی ہے۔ مگر ازواج مطہرات کے لیے اللہ رب العزت نے اس امر کی اجازت نہیں فرمائی کیونکہ وہ امہات امومنین ہیں اور ان کی ذات تک حرمت نکاح کا اثر رہے گا۔[9]

علامہ جلال الدین سیوطی کے مطابق اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کے بعد کسی اور سے نکاح کریں تاکہ وہ ازواج جنت میں بھی حضور ﷺ کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔ اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں۔[10]

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت مبارکہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج کو امت کی مائیں قرار دیا گیا۔ اردو کتب سیرت کے مصنفین کرام کے مطابق ازواج مطہرات کا امہات المومنین ہونا، ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام و اطاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی اور بات میں ہے۔ اردو کتب سیرت مصنفین نے آپ ﷺ کے اس تخصص وامتیاز کو اس آیت مبارکہ سے اخذ کیا ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ [11]

"ایمان والوں کے لئے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں"۔

شان حبیب الرحمٰن کے مصنف اس امتیاز کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ باپ کے خون سے ہم پیدا ہوئے تو اس خونی رشتہ کا یہ اثر ہوا کہ باپ ہمارا اور ہمارے مال کا مالک قرار دیا گیا۔ باپ کی اطاعت واجب ہوئی اور جس عورت سے بھی باپ نکاح کرے۔ وہ بیٹے کے لیے حرام۔ اور وہ اس کی ماں ہے تو نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے نور سے ہم سب وجود میں آئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام سب کی اصل، تو جس بی بی سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نکاح فرمائیں، اور وہ بیوی آپ ﷺ کے نکاح میں رہیں، وہ مسلمانوں کی مثل ماں کے بدرجہ اولی ہونی چاہیے۔ مگر یہ ماں ہونا چند احکام میں ہے نہ کہ کل میں، ان سے نکاح کرنا حرام ہے، اور ان کا ادب واحترام ماں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے، لیکن ان کو بے حجاب دیکھنا، ان کے ساتھ تنہا سفر کرنا ناجائز ہے۔[12]

حافظ زاہد علی نے اس نکتے کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔

"یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات کو جو امت کی مائیں کہا گیا ہے، اس سے ان کا احترام، اطاعت اور ان سے تحریم نکاح تو ثابت ہوتا ہے، لیکن ان سے خلوت، ان کا نان ونفقہ اور ان کی میراث ثابت نہیں ہوتی جب کہ ایک انسان اپنی حقیقی ماں سے تنہائی میں بیٹھ کر باتیں بھی کر سکتا ہے، اس کا نان ونفقہ بھی اس کے ذمہ ہے اور اس کی میراث میں بھی وہ حصہ دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پیغمبر کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے ان کی میراث میں بھی حصہ دار نہیں۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم نہ کی گئی بلکہ ان کو میراث میں

سے نان و نفقہ ملتا تھا"۔[13]

یعنی نبی اکرم ﷺ کی امہات کی عزت و احترام اور اطاعت کی حد تک ان کو امت کی مائیں قرار دیا گیا۔ جب کہ ایک عام ماں کے لیے انسان کے ذمہ جو حقوق و فرائض اور ذمہ داریاں ہیں وہ امہات المومنین کے حوالے سے مسلمانوں پر لاگو نہیں کی گئیں۔

ازواج مطہرات سے بالمشافہ بات حرام

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جُثہ کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا مردوں کے لیے حرام ہے۔ اس خصوصیت کے ضمن میں اردو کتب سیرت کے مصنفین اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ [14]

"اور جب نبی کی بیویوں سے تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو"۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کے لیے تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ بھی پوچھیں۔ مزید لکھتے ہیں کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ ان کے لئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھولنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔[15]

یہ نبی اکرم ﷺ کا ہی خاص امتیاز ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات پردہ نشین ہو کر رہیں اور گھروں سے نکلنا گوارا نہ کیا اور نہ کسی شخص نے ان کو پردہ کے بغیر کی حالت میں دیکھا۔

ازواج مطہرات عام عورتوں کی مانند نہیں ہیں

نبی اکرم ﷺ کا عائلی و خاندانی زندگی کے حوالے سے ایک تخصص یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے بطور خاص ازواج مطہرات سے خطاب فرماتے ہوئے انہیں عام عورتوں سے برتر اور اعلیٰ قرار دیا گیا۔ خصائص نبویہ ﷺ کے حوالے سے لکھی گئی اردو کتب سیرت کے مصنفین نے درج ذیل آیت مبارکہ سے آپ ﷺ کا یہ امتیاز اخذ کیا ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاء [16]

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو"۔

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں کہ اس آیت میں پہلے اور بعد میں آنے والی آیات کے ساتھ بظاہر تو حضور انور ﷺ کی ازواج پاک کو ہدایات فرمائی جارہی ہیں، اور ان کے فضائل کا ذکر ہے۔ مگر در حقیقت یہ حضور علیہ السلام کی نعت پاک ہے، اس میں فرمایا کہ اے ہمارے پیغمبر کی بیویو تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تمہارے درجات اور تمہارے احکام جداگانہ ہیں۔ مگر یہ درجات وفضائل کس لیے ہوئے، اس لئے کہ تم نبی کی بیوی ہو۔ جس ذاتِ کریم کی نسبت میں یہ عظمت ہو، ذات پاک کیسی عزت وعظمت والی ہے۔ اس آیت میں چند فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ السلام کی بیویاں تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں نسآء میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں، لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل اور بہتر ہیں۔[17]

نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو یہ مقام اور مرتبہ اس لئے عطا فرمایا گیا کہ وہ منتخب خواتین تھیں جنہیں اللہ رب العزت نے نبی مکرم ﷺ کی رفاقت کے لیے مخصوص فرمایا۔ ان کے لیے احکام واوامر بھی عام عورتوں کی نسبت زیادہ تھے۔ اس لیے ان سے اجر اور عمل کا بھی عام عورتوں کی نسبت زیادہ وعدہ کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی بنات طاہرات پر سوکن نہ آنا

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔ اللہ تعالی کی طرف سے یہ طے پا گیا کہ آپ ﷺ کی بنات طاہرات پر کوئی سوکن نہیں آسکتی۔ چنانچہ مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب سے بیاہ کردیں تو میں اجازت نہ دوں گا، اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ بلاشبہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔ ابن حجرؒ نے فرمایا یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہو۔[18]

امام بخاریؒ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فتح مکہ کے بعد ابو جہل کی لڑکی جویریہ کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا۔ اس بات کی اطلاع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ کبیدہ خاطر ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ یہ واقعہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے (اس کو ایذا پہنچانا گویا مجھے ایذا پہنچانا ہے) نیز فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ فاطمہ (عزت کی وجہ سے) اپنے دین کے معاملہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔ اور جو شے فاطمہ کو بری لگے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔ پھر آپ ﷺ نے بنو عبد شمس (یعنی بنو امیہ) میں سے اپنے داماد (ابو العاصؓ بن ربیع) کا ذکر فرمایا کہ میں نے اس کو اپنی دختر حبالہ عقد میں دی، اس نے میرے ساتھ جو بات کی وہ سچی کر دکھائی اور جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ پھر فرمایا کہ میں اپنی طرف سے حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن بخدا اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوں گی۔ جب ناراضگی کی یہ صورت حال پیدا ہو گئی تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔[19]

حضرت فاطمہؓ کو چونکہ حضرت علیؓ کے دوسرے نکاح کے ارادہ سے رنج محسوس ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے تشریعی اختیار کا استعمال کرتے ہوئے بظاہر ایک جائز امر کو اپنے داماد کے لئے جائز قرار نہیں دیا اور یہ امر بلاشبہ نبی اکرم ﷺ کے امتیازات میں سے ہے۔

صاحبزادی سے سلسلہ نسبی کا اجراء

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ ﷺ کی طرف منسوب ہو گی اور آپ ﷺ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفائت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے حاکم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے۔ مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا عصبہ اور ولی ہوں۔[20]

ڈاکٹر طاہر القادری اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ عام دستور اور قاعدہ یہی ہے کہ باپ کی وفات کے بعد اس کا سلسلہ نسب اس کے بیٹوں سے چلتا ہے، لیکن حضور نبی مکرم ﷺ کا نسب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ عنہا کی طرف سے چلا۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ اس ضمن میں بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِي صُلْبِهِ، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ [21]

"اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد (کا سلسلہ) اس کی صلب سے جاری فرمایا اور میری اولاد (کا سلسلہ) علی بن ابی طالب (سیدہ فاطمۃ الزہرا کے شوہر) کی صلب سے چلے گا"۔

خلاصۂ کلام

نبی اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سے گھریلو اور خاندانی زندگی سے بھی متعلق ایسے اوصاف سے نوازا گیا جو کسی اور انسان کو عطا نہیں کئے گئے۔ یہ خصائص صرف آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ ہی خاص ہیں۔ بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں رکھنا آپ ﷺ کے لئے جائز قرار دیا گیا۔ وہیں آپ ﷺ کو ازواجِ مطہرات کو باری دینے یا نہ دینے کا بھی خصوصی اختیار دیا گیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ازواجِ مطہرات سے نکاح کی حرمت کا حکم ہوا۔ آپ ﷺ کی ازواج کو امت کی مائیں قرار دیا گیا۔ ان کے احترام، اطاعت اور تحریم نکاح کے احکام نازل ہوئے۔ وہ خوش قسمت خواتین جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کی رفاقت کے لئے مخصوص فرمایا، انہیں عام عورتوں سے برتر اور اعلیٰ قرار دیا۔ اردو کتبِ سیرت کے مصنفین نے یہ تمام خصائص مستند حوالہ جات کی روشنی میں بیان کئے ہیں جو عائلی زندگی کے حوالے سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی (Refences)

[1] الاحزاب 33: 50　　Al-Ahzab 33:50

[2] عبدالرحمٰن کوثر مدنی، قرآن کریم میں رسول اکرم کا عالی مقام، زمزم پبلشرز، کراچی، 2009ء، ص:176
Abdul Rehman Kausar Madni, Quran Karim Myn Rasool Akram ka Aali Maqam, Zamzam Publishers, Karachi, 2009, P: 176

[3] جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ) مترجم (مولانا غلام معین الدین، زاویہ پبلشرز، لاہور، 2014، 538/2
Jalal-u-din Sayooti, Al-Khaasis ul Kubra (Matrajim) Moulana Ghulam Moin udin, Zawiya Publishers, Lahore, 2014, 2/ 538

[4] الاحزاب 33: 51　Al-Ahzab 33:51

[5]عبدالرحمن کوثر مدنی، قرآن کریم میں رسول اکرم کا عالی مقام، ص:179

Abdul Rehman Kausar Madni, Quran Karim Myn Rasool Akram ka Aali Maqam, P: 179

[6] الاحزاب 33: 53　Al-Ahzab 33: 53

[7]مولانا شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، نفیس پبلشرز، لاہور، س-ن، ص:567

Moulana Shabbir Ahmed Usmani, Tafseer Usmani, Nafees Publishers, Lahore, ND, P: 567

[8]محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، 2009ء، 540/5

Muhammad Idrees Kandehlvi, Maarif ul Quran, Maktaba Usmania, Lahore, 2009, 5/ 540

[9]ڈاکٹر طاہر القادری، خصائص مصطفی، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء، ص:313

Dr. Tahir ul Qadri, Khaasis Mustafa, Minhaj ul Quran Publications, Lahore, 2002, P: 313

[10]جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبری، 416/2

Jalal udin Sayooti, Al Khaasis ul Kubra, 2/416

[11] الاحزاب 33: 6　Al-Ahzab 33: 6

[12]احمد یار خان نعیمی، شان حبیب الرحمن، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س-ن، ص:155

Ahmed Yar Khan Naeemi, Shan Habib ur Rahman, Maktaba Islamia, Lahore, ND, P:155

[13]حافظ زاہد علی، خصائص النبی ﷺ، راحت پبلشرز، لاہور، 2002ء، 231/2

Hafiz Zahid Ali, Khaasis un Nabi, Rahat Publishers, Lahore, 2002, 2/231

[14] الاحزاب 33: 53　Al-Ahzab 33: 53

[15] جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبری، 550 /2

Jalal udin Sayooti, Al Khaasis ul Kubra, 2/550

[16] الاحزاب 33: 32　Al-Ahzab 33: 32

[17]احمد یار، شان حبیب الرحمن، ص:161

Ahmed Yar, Shan Habib ur Rahman, P:161

[18] محمد بن عبدالباقی زرقانی، شرح مواقب، مکتبہ دارالتراث العربی، مصر، 1421ھ، 5/ 285 ؛ سیوطی، خصائص الکبری، 2/ 561؛ حافظ زاہد، خصائص النبی ﷺ، 1/ 253

Muhammad Bin Abdul Baqi Zarqani, Sharah Mawaqib, Maktaba Dar ulturas Al-Arbi, Misar, 1421h, 5/ 285; Sayooti, Al-Khaasis ul Kubra, 2/ 561; Hafiz Zahid, Khaasis un Nabi, 1/ 253

[19] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب رب الرجل- ، رقم الحدیث:4312

Muhammad Bin Ismael Bukhari, Al-Jamia Al-Sahih, Kitab un Nikkah, Bab Rab ul Rajul, Raqam ul Hadees: 4312

[20] جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، 2/561

Jalal udin Sayooti, Al Khaasis ul Kubra, 2/ 561

[21] ابوالعباس، احمد بن محمد، الصواعق المحرقه على أهل الرفض والضلال والزندقه، مؤسسة الرساله، لبنان، 1997ء، 2/ 364، رقم الحديث: 1625؛ حدثنا محمد بن عثمان بن أبى شيبه، ثنا عباده بن زياد الاسدى، ثنايحيىٰ بن العلاء الرازى، عن جعفر بن محمد، عن أبيه عن جابررضي الله عنه قال :قال رسول الله ﷺ :ان الله جعل ذرية كل نبى فى صلبه، وان الله تعالىٰ جل ذريتى فى صلب على ابن ابى طالب. (المعجم الكبير طبرانى ، باب الحاء، بقية أخبار الحسن بن على، رقم الحديث: 2630) (صحيح و ضعيف الجامع الصغرونى باذنه، عبدالرحمان بن ابى بكرالسيوطى، مع الكتاب احكام محمد ناصر الدين البانى. رقم الحديث: 3513)

Abu Al Abbas, Ahmed Bin Muhammad, Al-Sawaiq Al Mohariqa Alaa Ahal Alrafaz Waldalal Walzindiqa, Moisista Al Risala, Lubnan, 1997, 2/ 364, Raqam ul Hadees: 1625